عصرِ حاضر میں قرآن کریم سے بے توجہی

مولوی محمد طیب حنیف
متعلم تخصصِ علومِ حدیث، جامعہ

حق تعالیٰ شانہٗ کے اَن گنت انعامات واحسانات میں سے دو انعام تاریخِ اسلامی کے لیے یادگار وبیش قیمت ہیں، جن کی بدولت گم گشتہ راہ انسان کو ہدایت وکامرانی کے زینہ سے متعارف کرایا گیا، جس سے قعرِ مذلت میں بھٹکی انسانیت نے ترقی کی منازل کو طے کیا۔ ان میں ایک سب سے عظیم نعمت فخرِ دوعالم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجودِ اطہر ہے، جن کی آمد سے چہار دانگ عالم میں توحید کا غلغلہ اُٹھا، جن کی بعثت نے اطرافِ عالم کو آفتابِ ہدایت کی کرنوں سے منور کیا، یوں انسانیت کی اندوہناک تاریخ نے گمراہیت کی تاریکیوں سے بامِ عروج تک کے سفر کا آغاز کیا۔

دوسری گراں قدر نعمت اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات کے لیے کلامِ پاک کا نزول ہے، جس نے روحانی وجسمانی امراض وآلام میں گرفتار انسانیت کو بطور نسخۂ کیمیا علاج فراہم کیا، نیز مردہ دل اقوام کو ابدی زندگی سے روشناس کرایا، عقل وخرد کے حامل خودساختہ رسوم وقیود میں جکڑے افراد کو کرامتِ انسانی کا بھولا ہوا درس یاد دلا کر بلند نگاہی ووسعتِ ظرفی سے بہرہ یاب کیا:

ہر دو عالم قیمتِ خود گفتہ ای
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

’’تم نے اپنی قدر وقیمت سے دونوں عالم کو مطلع کیا ہے، اپنی قیمت بڑھاؤ، یہ اس حد تک بھی سستا سودا ہے۔‘‘

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ نے اس کو خوبصورت پیرائے میں ڈھالتے ہوئے فرمایا:

’’درحقیقت حضور ﷺ کی ذات گرامی کو دو بعثتوں سے سرفراز کیا گیا:

①- بعثتِ جسمانی: اس کو حیاتِ ظاہری سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے، جس کا آغاز ماہِ ربیع الاول کے مہینہ سے ہوا، جس وقت آپ کی ذاتِ گرامی کو عدم سے وجود بخشا گیا، جس نے افرادِ انسانی کو حقیقی انسانیت کا سبق دیا۔

②- بعثتِ روحانی: اس کو حیاتِ ثانیہ سے تعبیر کیا جاتا ہے، جس کی ابتدا نزولِ قرآن سے ہوئی، جس سے آپ کے شرف و کرامت میں مزید اضافہ ہوا۔

ان میں سے پہلی بعثت جمال ہی جمال تھی، جبکہ دوسری بعثت جمال و کمال کا بیش بہا خزینہ تھی، جس کا مشاہدہ آج تک کیا جارہا ہے۔‘‘ (۱)

بعثتِ نبوی ﷺ کے مقاصد

قرآن مجید میں الفاظ کی تقدیم و تاخیر کے ساتھ متعدد مقامات پر آپ کی بعثت و رسالت کے مقاصدِ عظمیٰ کو اُجاگر کیا گیا ہے، جس سے وحی اور موحیٰ الیہ (رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی) کا شرف و تکرُّم نمایاں ہوتا ہے، چنانچہ فرمایا:

’’هُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔‘‘ (۲)

ترجمہ: ’’(اللہ مالک و برتر ذات) وہی ہے جس نے اُمی لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول کو بھیجا جو اُن کے سامنے اس کی آیتوں کی تلاوت کرتا ہے، اُن کا تزکیہ کرتا ہے، اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے، اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔‘‘

تعلیم و تعلُّمِ قرآن کی فضیلت

قرآن مجید باری کا کلام، رسول اکرم ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ، کتابِ ہدایت، دستورِ حیات و تمام انسانیت کے لیے مشعلِ راہ ہے، جس کے الفاظ کے ساتھ معانی کے تحفظ کا ذمہ قدرتِ خداوندی نے لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی تعلیم و تعلُّم کو افضل ترین اعمال میں شمار کرکے اس سے وابستہ افراد کو خیریت کا مژدہ سنایا ہے۔ اس عمل کے دیگر اعمال سے افضل ہونے کے سبب کو شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلویؒ نے یوں اُجاگر کیا ہے:

’’کلام پاک چوں کہ دین اسلام کی اصل و بنیاد ہے، اس کی بقاء و ثباتی پر شریعت دین کا مدار ہے، اس پہلو کو ملحوظ رکھتے ہوئے قرآن مجید کا افضل ترین ہونا ظاہر و باہر ہے۔‘‘ (۳)

یہ بات تو مسلم ہے کہ جس چیز کی جس قدر اہمیت و عظمت ہوتی ہے، اسی لحاظ سے اس کے آداب

وحقوق کی رعایت و پاسداری کی طرف توجہ مبذول کرائی جاتی ہے، چونکہ اس عظیم نعمت سے غفلت و بے توجہی بسااوقات ابدی محرومی کا سبب بنتی ہے، چنانچہ قرآن مجید کو خوش الحانی سے ترتیل وتجوید سے پڑھنے کے ساتھ ساتھ اس کے معانی ومفاہیم میں تفکُّر وخوض اور اس کو عملی زندگی میں زندہ کرنا یہ بھی اس کے حقوق میں داخل وشامل ہے، جس کی رعایت ہر مسلمان پر ضروری ہے۔

ہجر القرآن (قرآن کریم سے بے توجہی) کا مفہوم

قرآن مجید میں صراحتاً آتا ہے کہ روزِ قیامت رسولِ خدا ﷺ اپنی قوم سے متعلق شکویٰ وشکایت کریں گے کہ انہوں نے قرآن مجید کو مہجور بنادیا، چنانچہ فرمایا: ''وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُوْرًا۔''(۴)

لفظ ''مَهْجُوْر'' یہ کلمہ ''هجر'' سے ماخوذ ہے، جس کے دو معانی مفسرین نے ذکر کیے ہیں:

۱- کسی چیز کو ترک کردینا/ لاپرواہی کے ساتھ پسِ پشت ڈال دینا۔ اس کا معنی تو بالکل واضح ہے کہ روزِ قیامت رسولِ خدا ﷺ قرآن مجید سے عدمِ التفات و بے توجہی کی شکایت کریں گے، جیسا کہ ایک روایت میں آتا ہے کہ قرآن مجید اپنے حقوق کی کوتاہی پر حق تعالیٰ شانہ کے دربار میں مخاصمت کرے گا، فرمایا:

> ''من تعلم القرآن وعلق مصحفهٗ لم يتعاهده ولم ينظر فيه جاء يوم القيامة متعلقًا بهٖ يقول: يا رب! عبدك هٰذا اتخذني مهجورا اقض بيني و بينهٗ.''(۵)
>
> ترجمہ: ''جس نے قرآن مجید کو سیکھا، اور پھر اس کو طاقچہ میں رکھ کر اس کے حقوق کی رعایت سے غفلت برتی، اس میں دیکھ کر پڑھنے کا بالکل اہتمام نہیں کیا، ایسی صورت میں یہی قرآن روزِ قیامت اس کے ساتھ چمٹے ہوئے آئے گا اور حق تعالیٰ شانہٗ کی بارگاہ میں درخواست گزار ہوگا کہ اے میرے رب! آپ کے اس بندے نے مجھے بالکل سِرے سے پس پشت ڈال دیا، میرے اور اس کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ فرمادیجئے۔''

۲- ہذیان وبدگوئی، یعنی روزِ قیامت رسولِ خدا ﷺ اس بات کی شکایت کریں گے کہ یہ اقرارِ حق سے روگردانی کرنے والے قرآن مجید کو لغو وعبث کلام تصور کرتے ہوئے اس کو تختۂ مشق بناتے اور اس کو استہزاء کا نشانہ بناتے تھے، اور اس کے سامنے آوازیں بلند کرکے اس کی تحقیر وتوہین کا ارتکاب کرتے تھے۔(۶)

ہجر القرآن کی عملی مروجہ صورتیں

حافظ ابن القیم حنبلیؒ نے اپنی کتاب ''الفوائد'' میں ہجر القرآن کی پانچ عملی صورتوں کو ذکر کیا ہے، جو

درج ذیل ہیں:

❶ - تلاوتِ قرآن اور سماعت میں بے توجہی کا اظہار

عام طور پر یہ مشاہدہ ہے کہ قرآن مجید کو مخصوص حالات مثلاً غم وکرب، مخصوص زمان مثلاً کسی عزیز کی رحلت ووصال پر تلاوت کیا جاتا ہے، باقی ایام میں اس کو نہایت غفلت کے ساتھ المماری کی نذر کردیا جاتا ہے، یہ نہایت برا عمل ہے، اسی طرح قرآن مجید پڑھتے ہوئے خاموشی سے کان لگانے کے بجائے اس پر آوازیں بلند کرنا، یا محض عدمِ التفات یہ سب ''ھجر القرآن'' کے وسیع مفہوم کا حصہ ہیں، جن سے احتراز ضروری ہے۔

❷ - آیات ومضامینِ قرآنی کے فہم وتفکر سے غفلت کا اظہار

قرآن مجید حق تعالیٰ شانہ کا کلام ہے، جن سے ہر صاحبِ ایمان شخص کو محبت ہوتی ہے، ظاہر ہے کہ محبوب کے خط تک رسائی کی صورت میں عاشق اس وقت تک بے چین وبے سکونی کی زندگی بسر کرتا ہے جب تک کہ اس کے مندرجات پر اطلاع نہ ہوجائے، اور اس کے مضمون کی فہم دانی کے لیے کوئی دقیقہ نہیں اُٹھاتا ہے، تو کیا ملک الملوک ذات کے کلام کو اس قدر بھی اہمیت ورتبہ حاصل نہیں؟

❸ - احکاماتِ قرآنی پر عمل پیرائی سے استغنا کا اظہار

قرآن مجید کو دستورِ حیات، مشعلِ راہ اور کتابِ ہدایت تسلیم کرنے کے باوجود اس کے حلال وحرام، اوامر ونواہی سے متعلق کوتاہی وغفلت کا اظہار یہ ایسا شنیع عمل ہے، جس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔ معاشرے میں سکونت پذیر خلقتِ خدا کی ایک بڑی تعداد اس مرض میں مبتلا ہے، جو مغربی تہذیب وتمدن پر اس قدر فریفتہ ہیں کہ ان کے طرزِ زندگی کے اپنانے کو باعثِ فخر ومسرت تصور کرتے ہوئے اس کو کامیابی سمجھا جاتا ہے، اور اس تاریک راہ کو ترقی کے دلفریب عنوان ولیبل کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے:

میں قرآن پڑھ چکا تو اپنی صورت ہی نہ پہچانی
میرے ایمان کی ضد ہے مرا طرزِ مسلمانی

❹ - نجی زندگی وگھریلوں معاملات میں رفعِ تنازع کے لیے قرآنی ہدایات کو ناقص تصور کرنا

قرآن مجید ہمارے واسطے محض قصہ گوئی کی کتاب نہیں، بلکہ ایک جامع دستورِ حیات وقانونِ زندگی ہے، جس کے ذریعہ نجی وداخلی تنازعات کو بحسن وخوبی رفع کیا جاسکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کو حکم وفیصل تسلیم کرنا اور اس کے مطابق زندگی کو ڈھالنا اس کے حقوق میں داخل وشامل ہے۔

5- امراضِ جسمانی وروحانی کے لیے نہایت مفید وباعثِ شفاء

انسانی جسم جو غم وتکالیف کی آماج گاہ ہے، اس میں روحانی وجسمانی امراض وتکالیف سے نجات کے لیے بعض آیات کا ورد بطورِ علاج وشفاء نہایت مجرب ہے، جب اس کلام پاک کے نزول کی تاثیر سے پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل سکتا ہے تو روحِ انسانی سے حسد وعداوت، کینہ وبغض جیسی بیماریوں کو مکمل صاف کر دیتا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: ’’قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا هُدًى وَّشِفَاءٌ‘‘ یعنی یہ قرآن مجید اہلِ ایمان کے لیے ہدایت وشفایابی کا ذریعہ ہے۔ (۷)

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن مجید کے ساتھ صحیح تعلق ووابستگی قائم کرنے اور اس کے حقوق کی پاسداری کی توفیق عطا فرمائے، اور روزِ قیامت اس کو ہمارے خلاف حجت بننے سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

حوالہ جات

۱: رمضان اور قرآن، مفتی ولی حسن ٹونکی صاحبؒ، صفحہ نمبر: ۳۵

۲: سورۃ الجمعۃ: ۲ ۳: فضائل قرآن، ص: ۱۰

۴: سورۃ الفرقان: ۳۰

۵: اس حدیث کی سند پر ابوہدبہ راوی کی بنا پر کلام کیا گیا، اگرچہ معنیً بالکل درست مفہوم رکھتی ہے، ملاحظہ ہو: روح المعانی، آلوسی، ج: ۱۰، ص: ۱۵، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

۶: تفسیر البیضاوی، ج: ۴، ص: ۱۲۳، دار احیاء التراث العربی

۷: الفوائد لابن القیم، ص: ۸۲، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

..... ۞ ..... ۞ ..... ۞ .....